بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ، و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ عبدہ المسیح الموعود و علیٰ خلیفۃ المسیح الموعود

عالمگیر ایٹمی تباہی

از حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

عصر حاضر سے تعلق رکھنے والی بعض قرآنی پیشگوئیاں غیر معمولی طور پر عالمگیر اہمیت کی حامل ہیں۔ ان میں سے ایک ایسی ہی پیشگوئی ہونے والی ممکنہ ایٹمی تباہی سے متعلق ہے۔

یہ پیشگوئی اس زمانہ میں کی گئی جب ایٹمی دھماکے کا تصور کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ لیکن جیسا کہ ابھی بیان کیا جائے گا قرآن کریم کی بعض آیات میں بڑی صراحت کے ساتھ ایسے باریک ذرات کا ذکر ملتا ہے جو بے انتہا توانائی کا منبع ہیں گویا کہ اپنے اندر جہنم کی آگ سمیٹے ہوئے ہیں۔ مندرجہ ذیل آیات حیرت انگیز حد تک عین اسی مضمون پر روشنی ڈالتی ہیں۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۨ ۝۱ الَّذِىْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝۲ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۝۳ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِى الْحُطَمَةِ ۝۴ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝۵ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝۶ الَّتِىْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝۷ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝۸ فِىْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝۹

(الھمزۃ 104:2-10)

(ملک محمد صفی اللہ خان)

ترجمہ: ہلاکت ہو ہر غیبت کرنے والے سخت عیب جُو کیلیئے۔ جس نے مال جمع کیا اور اس کا شمار کرتا رہا۔ وہ گمان کیا کرتا تھا کہ اس کا مال اسے دوام بخش دے گا۔ خبر دار! وہ ضرور حُطَمہ میں گرایا جائے گا۔ اور تجھے کیا بتائے کہ حُطَمہ کیا ہے۔ وہ اللہ کی آگ ہے بھڑکائی ہوئی۔ جو دلوں پر لپکے گی۔ یقیناً وہ ان کے خلاف بند رکھی گئی ہے۔ ایسے ستونوں میں جو کھینچ کر لمبے کیئے گئے ہیں۔

یہ مختصر سورۃ حیرت انگیز پیشگوئیوں کا زبردست مجموعہ ہے جن کا اس زمانہ میں کوئی تصور تک نہیں کر سکتا تھا۔ کیا یہ حیران کن بات نہیں ہے کہ بعض گنہگار حُطَمہ میں ڈالے جائیں گے۔ حُطَمہ سے مراد وہ مہین اور باریک ترین ذرات ہیں جو ایک نیم روشن کمرے میں سے گزرتی ہوئی روشنی کی شعاع میں تیرتے ہوئے پائے جاتے ہیں۔

مطلب کسی چیز کو پیسنا یا ریزہ ریزہ کرنا ہے دوسرا حِطَمہ جس کے معنی بے حقیقت سے چھوٹے ذرات کے ہیں۔ گویا حِطَمہ کسی چیز کو اس کے باریک ترین ذرات میں توڑنے کو کہتے ہیں۔

ان دونوں معانی کا جائز طور پر اطلاق ان باریک ترین ذرات پر ہو سکتا ہے جن کی مزید تقسیم ناممکن ہو۔ آج سے چودہ سو سال قبل ایٹم کا کوئی تصور موجود نہیں تھا لیکن صرف حُطَمہ ہی ایک ایسا لفظ ہے جسے ایٹم کا قریب ترین مترادف قرار دیا جا سکتا ہے۔ دوسری جانب صوتی اعتبار سے بھی یہ دونوں الفاظ ملتے جلتے ہیں۔ انسان ابھی اس دعویٰ پر حیران ہے کہ اسے حُطَمہ میں جھونکا جائے گا کہ ایک اور پہلے سے بھی زیادہ حیرت انگیز دعویٰ سامنے آ جاتا ہے۔

لفظ حُطَمہ کی وضاحت کرتے ہوئے قرآن کریم اسے ایک ایسی بھڑکتی ہوئی آگ قرار دیتا ہے جو ایسے ستونوں میں بند ہے جو کھینچ کر لمبے کیئے گئے ہوں۔ جب انسان کو اس میں جھونکا جائے گا تو یہ آگ پسلیوں کو نقصان پہنچائے بغیر براہ راست دل پر لپکے گی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آگ خاصیت کے لحاظ سے عام آگ سے یکسر مختلف ہو گی جو جسم کو جلانے سے پہلے ہی دل کی حرکت کو یوں بند کر دے گی جیسے اسے روکنے والی پسلیوں کا کوئی وجود ہی نہ ہو۔ نزول قرآن کے

وقت یقیناً اس قسم کی آگ کا کوئی تصور موجود نہیں تھا۔

یہاں بیان کردہ تشریح ہی حیران کن نہیں، آگے آنے والی وضاحت اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز ہے۔ جس آگ کا ذکر کیا گیا ہے وہ ایسے ستونوں میں بند ہے جو کھینچ کر لمبے کیئے گئے ہوں۔ اور یہ آگ ایسے وقت میں انسان پر حملہ آور ہوگی جب اس کا بے قابو ہونا مقدر ہوگا۔

یہ چھوٹی سی سورۃ حیرت انگیز امور پر مشتمل ہے۔ اوّل یہ ذکر کہ ایک وقت ایسا آئے گا جب انسان چھوٹے چھوٹے ذرّات میں جھونک دیا جائے گا۔ پھر ان ذرّات کی وضاحت کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ ان میں ہے کیا؟ ان میں آگ ہے جو چھوٹے چھوٹے سلنڈروں میں بند ہے جن کی شکل لمبوترے بلند و بالا ستونوں جیسی ہے۔

چھوٹے ذرات میں جھونکے جانے کا یہ مطلب نہیں کہ صرف ایک آدمی ان میں ڈالا جائے گا بلکہ یہ لفظ وسیع معنوں میں بنی نوع انسان کیلیئے استعمال ہوا ہے اور ان میں ڈالے جانے سے مراد وہ عذاب ہے جس میں اسے مبتلا کیا جائے گا جو اس کا مقدّر رہے۔ جب سے انسان نے ایٹم کا پوشیدہ راز دریافت کر کے اس میں موجود بے انتہا توانائی سے آگہی حاصل کی ہے یہ بات قابل فہم ہوگئی ہے۔ یہی وہ دور ہے جب باریک ترین ذرات میں چھپی ہوئی آگ باہر نکل کر ہزارہا مربع میل علاقہ کو اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہے۔ اس کی زد میں آنے والی انسان سمیت ہر چیز تباہ ہو جائے گی۔ چنانچہ وہ بات جو آج سے چودہ سو سال قبل غیر حقیقی دکھائی دیتی تھی اسے آج کا بچہ بچہ جانتا ہے۔

(ملک محمد صفی اللہ خان)

حیرت اور مبالغہ آرائی کا کوئی بھی محاورہ اس پیشگوئی کی عظمت کے بیان کا حق ادا نہیں کرسکتا۔ کیا یہ حقیقت کم حیرت انگیز ہے کہ اس زمانہ کے لوگ اس چھوٹی سی سورۃ یعنی الھمزۃ کو سمجھنے سے قاصر رہے۔ وگرنہ اس کا اثر دلوں کی بجائے ان کے ایمان و اعتقاد پر ہوتا۔ عقل اس بات کو تسلیم نہیں کرتی کہ یہ عظیم الشان پیشگوئیاں ان کی توجہ کا مرکز نہیں بن سکیں۔ شاید ان کا خیال ہو کہ ان آیات کا تعلق اس دنیا کے واقعات سے نہیں، آخرت سے ہے۔ بہت سے مفسرین نے ان آیات کی تفسیر کی کوشش ہی نہیں کی۔ اور جنہوں نے اس مشکل کام کو اپنے ذمہ لیا وہ یہ کہہ کر بری الذمہ ہو گئے کہ یہ تو دوبارہ جی اٹھنے کی باتیں ہیں۔ اور اس طرح ان تمام پیشگوئیوں کے معانی پر غور کرنے کی کوشش ہی نہیں کی۔

مغربی مستشرق سیل (Sale) کو بھی حُطَمَہ کا لفظی ترجمہ کرنے میں مشکل پیش آئی۔ اس نے حُطَمَہ کا لفظی ترجمہ کئے بغیر صرف یہ لکھا کہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد حُطَمَہ میں ڈالی جائے گی۔ اس طرح اس نے انگریزی جاننے والوں کی اس ممکنہ بے یقینی کو دور کر دیا جس کا انسان کے چھوٹے چھوٹے ذرات میں ڈالے جانے کے ترجمہ سے پیدا ہونے کا احتمال تھا۔ چنانچہ حُطَمَہ کے درست معنی معلوم نہ ہونے کی وجہ سے قاری کے ذہن میں حُطَمَہ کے معنی کسی بڑے کمرہ میں جلتی ہوئی آگ کے آتے ہیں۔ اس حکمت عملی نے سیل (Sale) کو غلط ترجمہ سے پیدا ہونے والی شرمندگی سے تو بچا لیا لیکن وہ اس عظیم الشان پیشگوئی کا حق ادا کرنے میں ناکام رہا۔

اس آیت میں مذکور آگ کا تعلق خواہ اس دنیا سے ہو یا آخرت سے، اسے کسی بھی طرح باریک ترین ذرّات میں بند نہیں کیا جاسکتا۔ چونکہ ایٹمی دور کے ارتقا سے قبل اس قسم کی آگ کا کوئی تصور ہی موجود نہیں تھا اس لئے سیل اور دیگر پہلے مفسرین کو اس کے حل کرنے میں مشکل در پیش

جب تک سائنسی لحاظ سے یہ معلوم نہ ہو کہ ایٹمی دھما کہ کس طرح ہوتا ہے اور جوہری کمیت میں کیا کیا تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں، قرآن کریم میں مذکور لمبے ستونوں کے معنی مکمل طور پر سمجھ میں نہیں آسکتے۔ پھٹنے سے قبل جوہری کمیت کی کیفیت کو ایٹمی ماہرین اس طرح بیان کرتے ہیں جیسے کوئی چیز اپنے اندر موجود بے انتہا دباؤ کی وجہ سے پھٹ پڑنے والی ہو۔ یہ دباؤ ایٹم کے مرکزہ کے پھٹنے سے قبل اس کے پھیلنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اس عمل میں ایک بڑے ایٹمی وزن والا عنصر کم ایٹمی وزن والے دو عناصر میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ نئے بننے والے عناصر کے ایٹمی وزن کا مجموعہ ابتدائی عنصر (parent-element) جو heavy metal بھی کہلاتا ہے، کے ایٹمی وزن سے کچھ کم

اب ہم اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ آگ براہ راست دلوں پر کس طرح لپکے گی۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ایٹمی دھماکہ کے وقت گاما ریز (gamma rays)، نیوٹرانز (neutrons) اور ایکس ریز کی ایک بہت بڑی تعداد خارج ہوتی ہے۔ ایکس ریز درجہ حرارت کو فوری طور پر بے انتہا بڑھا دیتی ہیں۔ نتیجۃً آگ کا ایک بڑا سا گولہ بنتا ہے جو انتہائی گرم ہواؤں کے دوش پر تیزی سے بلند ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ بہت بڑی کھمبی نما آگ کی چھتری میلوں دور سے نظر آتی ہے۔

ایکس ریز، نیوٹرانز کے ساتھ تمام افقی سمتوں میں بھی پھیل جاتی ہیں اور اپنی حرارت کی وجہ سے راستہ میں موجود تمام چیزوں کو جلا کر راکھ کر دیتی ہیں۔ ان گرم لہروں کی رفتار آواز کی رفتار سے کہیں زیادہ ہے جن سے shockwaves بھی بنتی ہیں لیکن ان سے بھی کہیں زیادہ تیز اور نفوذ کرنے والی گاما ریز ہیں جو روشنی کی رفتار سے سفر کرتے ہوئے ان گرم لہروں کو مات دے دیتی ہیں۔ یہ بے حد مرتعش ہوتی ہیں اور اسی ارتعاش کی وجہ سے دلوں کی حرکت کو بند کر دیتی ہیں۔ فوری

سوت ایکس ریز سے پیدا ہونے والی حرارت کی بجائے گا ماریز کی شدید توانائی کے نتیجہ میں واقع ہوتی ہے۔ قرآن کریم نے اس مضمون کو بعینہٖ اس طرح بیان کیا ہے۔

پھر سورۃ الدخان میں قرآن کریم ایک ایسے مہلک بادل کا ذکر فرماتا ہے جو تباہ کن چمکدار دھوئیں پر مشتمل ہوگا:

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ۙ﴿۱۱﴾
يَّغْشَى النَّاسَ ۖ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾

(الدخان 44:11-12)

ترجمہ: پس انتظار کر اس دن کا جب آسمان ایک واضح دھواں لائے گا جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا۔ یہ ایک بہت دردناک عذاب ہوگا۔

مندرجہ ذیل آیات اس دھوئیں کی نوعیت پر مزید روشنی ڈالتی ہیں:

اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۚ﴿۲۹﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ۙ﴿۳۰﴾ لَا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ۭ﴿۳۱﴾ اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ۚ﴿۳۲﴾ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ۭ﴿۳۳﴾

(المرسلات 77:30-34)

ترجمہ: اس کی سمت چلو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ ایسے سائے کی طرف چلو جو تین شاخوں والا ہے۔ نہ تسکین بخش ہے نہ آگ کی لپٹوں سے بچاتا ہے۔ یقیناً وہ ایک قلعہ کی طرح کا شعلہ پھینکتا ہے۔ گویا وہ جو گیا رنگ کے اونٹوں کی طرح ہے۔

تفصیل کیلئے پڑھئے "الہام، عقل، علم اور سچائی"

(ملک محمد صفی اللہ خان)